بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

کامیابی کی اخلاقیات

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد

قرآن کریم انسانوں کو سمجھانے کے لیے اکثر روز مرہ کی مثالوں کا استعمال کرتا ہے تاکہ ایک غیر تعلیم یافتہ شخص ہو یا اعلیٰ تعلیم یافتہ، وہ اس عظیم ہدایت کو نہ صرف سمجھے بلکہ اپنی نگاہوں اور عقل وفہم کا استعمال کر کے قرآن کریم کی تعلیمات کو بچشم سر خود دیکھ سکے۔

قرآن کریم ایک بظاہر بنجر وادی کی مثال بیان فرماتا ہے، جہاں آس پاس کہیں بھی سبزہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہلکی سی بارش اس وادی کو سرسبز و شاداب کر دیتی ہے، اور وہ انسانی عقل جو کل تک اس وادی کے ویرانے کو حقیقت سمجھ رہی تھی، خود دیکھ سکتی ہے کہ وہاں ہر سمت سبزہ ہی سبزہ ہے۔

قیامِ پاکستان کے بعد ہی سے کراچی تحریک اسلامی کی پہچان رہا ہے، اور جماعت اسلامی کے زیرانتظام بلدیاتی انتظامیہ کے اَدوار میں کراچی کے شہریوں نے دیکھا کہ تحریکی افراد کس طرح ایمان داری کے ساتھ عوام کی بہتری کے لیے شہر کا انتظام کر سکتے ہیں۔ لیکن بہت سے اسباب سے خصوصاً شہر کراچی ایک دہشت گرد جماعت اور دوسری سیاسی مکر کی ماہر جماعت کے زیراثر آجانے کے بعد سے جماعت اسلامی کے اثر اور مقبولیت میں غیر معمولی کمی واقع ہوئی، اور ابلاغ عامہ نے خصوصاً اس تاثر کو گہرا کر دیا کہ ملکی سطح پر اب جماعت کا کوئی وجود نہیں ہے اور وہ جماعت جو دو حکمرانی کرنے والے ٹولوں کے بعد تیسری طاقت شمار ہوتی تھی، اسے صحافت اور برقی ابلاغِ عامہ نے مکمل طور پر محو کر دیا۔

انھی حالات میں ربِّ کریم نے اپنے ابدی اصولوں کے پیش نظر ایک بار پھر قوم کو یہ دیکھنے کا موقع فراہم کیا کہ خلوص، خوفِ الٰہی اور صبر واستقامت کو اختیار کیا جائے، تو جسے کل کمزور سمجھا گیا تھا اسے ربِّ کریم نے قوی کیا اور سرفراز کر دیا:

> یاد کرو وہ وقت، جب کہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمھیں مٹا نہ دیں۔ پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمھارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمھیں اچھا رزق پہنچایا، شائد کہ تم شکر گزار بنو۔ (الانفال۸:۲۶)

اس آیت مبارکہ کو اگر موجودہ حالات کے تناظر میں پڑھا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ ابھی ابھی نازل ہوئی ہے۔

کراچی میں حالیہ کامیابی کے موقعے پر یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ کل تک تحریکی کارکنوں سے گفتگو میں جو مایوسی اور نااُمیدی محسوس کی جارہی تھی، ربّ کریم نے انھی کارکنوں کے عزم، ہمت، جوش، اللہ پر توکّل اور خلوص کے ساتھ کی گئی کوششوں کو قبول فرمایا اور اپنی نصرت اور انتخابی کامیابی سے سرفراز کیا۔ کراچی میں تحریکی قیادت کو توفیق دی کہ وہ صحیح حکمت عملی وضع کرے اور کارکنوں کو حوصلہ دیا کہ وہ بادمخالف کا مقابلہ ایمانی اور عقابی روح کے ساتھ کریں اور کم تعداد اور محدود وسائل کے باوجود اپنے رب سے نصرت کے طالب رہیں۔

سورۂ انفال میں ایک دوسرے مقام پر رب کریم فرماتے ہیں:

> اے نبیؐ! مومنوں کو جنگ پر اُبھارو۔ اگر تم میں سے بیس آدمی صابر ہوں تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے۔(الانفال۸:۶۴)

یہاں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اہل ایمان کی جدوجہد کو صبر و استقامت کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ ہم عموماً 'صبر' کا مفہوم ایک منفی زاویے سے اپنے آپ کو روکے رکھنے یا قابو میں رکھنے کا لیتے ہیں۔ لیکن قرآن کریم اس اصطلاح کو وسیع معنی میں استعمال کرتا ہے۔

یہاں پر خصوصاً 'صابرون' سے مراد وہ مجاہدین ہیں، جو ربِّ کریم پر ایمان و اعتماد کے

ساتھ اپنی جان اور مال بلکہ سارے وجود کے ساتھ نامساعد حالات سے ٹکرانے اور انھیں زیر کرنے کے لیے اپنی ساری قوت کو بروئے کار لانے والے ہوں۔ یہاں 'صبر' سے مراد استقامت کے ساتھ جدوجہد کرنا اور ثابت قدمی سے جم جانا ہے اور ایک عزیمت کی مثال قائم کرنا ہے۔اس حوالے سے قرآن کریم ہمیں متوجہ کرتا ہے:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمربستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو، اُمید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔(اٰل عمرٰن ۳:۲۰۰)

یہاں تین بنیادی ہدایات انتہائی قابل غور ہیں:

- اوّل یہ کہ اہل ایمان اگر کامیابی و کامرانی چاہتے ہیں تو وہ اللہ کے دین پر ثابت قدم ہوجائیں۔ چنانچہ صبر سے یہاں پر مراد استقامت اور راہِ حق پر جم جانا ہے۔
- دوسری اہم تعلیم یہ دی گئی ہے کہ حق کے مخالفین کے مقابلے میں کمزوری نہ دکھائی جائے اور سینہ سپر ہوکر اعتماد و توکّل کے ساتھ اپنا تن من دھن اس راستے میں لگا دیا جائے۔
- تیسری بات یہ سمجھائی گئی کہ حق کی سربلندی کے لیے چوکنے اور کمربستہ رہیں اور فلاح اور کامیابی رب کریم کی ہدایت پر عمل کرنے سے ہی مل سکتی ہے۔

کراچی کے انتخابات کے نتائج نے اس حقیقت کو واضح کردیا ہے کہ جب بھی اللہ کی رضا کے لیے خلوص اور دعوتی غرض سے اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے حکمت عملی بنائی جائے گی، کارکنوں کو مشاورت میں شامل کیا جائے گا، اور انھیں متحرک اور پُرامید کیا جائے گا، تو ربِّ کریم بھی اپنا وعدہ پورا فرمائیں گے۔غیبی نصرت ہر قدم پر مددگار ہوگی۔لیکن یہاں پر سب سے بنیادی بات جو قرآن وسنت اور اسوۂ حسنہؐ سے معلوم ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ جب کامیابی سامنے ہو تو فخر و تکبر کی جگہ عاجزی اور شکر کے ساتھ استغفار کرنا لازمی ہے۔ جدوجہد کتنے ہی خلوص سے ہو، ہدایات پر کتنی بھی شدت سے عمل کیا جائے، لیکن اس سب کے باوجود انسانی کاوش میں کہیں نہ کہیں کمی رہ جاتی ہے۔ اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہوجائے اور (اے نبیؐ) تم دیکھ لو کہ لوگ

فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (النصر۱۱۰:۱-۳)

کامیابی حاصل ہونے پر کامیابی دینے والے کا شکر نہ صرف واجب ہے بلکہ کامیابی کو برقرار رکھنے اور نئی حکمت عملی اختیار کرنا بھی واجب ہے۔ اس حکمت عملی کا آغاز ربِّ کریم کے شکر و نفل کے اعتراف، اس کی حمد و ذکر اور تسبیح میں اضافے کے ساتھ، اس کے حضور عاجزی اور انکسار سے اپنی بندگی کا اظہار، اور اس کے بندوں کی خدمت میں مزید اضافے کی کوشش بھی فرض ہو جاتی ہے۔

کامیابی کے حصول کے ساتھ ضروری ہے کہ بلاتاخیر اس بات پر غور کیا جائے کہ کہاں پر تمام کوششوں کے باوجود کیا کمزوری رہ گئی، جس کی وجہ سے مکمل ہدف حاصل نہ ہوسکا۔ تجزیے اور احتسابِ نفس کی ضرورت ہے، نیز اپنا اور اپنے تمام اقدامات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ جن مسائل اور اُمور کو بنیاد بنا کر مہم چلائی گئی، ان اُمور کے ماہرین کو جمع کر کے حد سے حد ایک ماہ میں ایسا منصوبہ بنایا جائے، جو قابلِ عمل ہو اور کم سے کم وقت میں نافذ کیا جاسکے۔ جو اقدامات کیے جارہے ہیں، ان کی تکمیل میں جو رکاوٹیں ہیں، ان سے عوام کو مکمل طور باخبر رکھا جائے اور ان کے مشوروں کو بھی شامل کیا جائے۔

جن حضرات نے اعتماد کا ووٹ دیا ہے، ان سے فرداً فرداً رابطہ قائم کیا جائے اور انھیں مشاورت میں شامل کیا جائے۔ جن حضرات نے تحریک پر اعتماد کا اظہار کیا ہے، انھیں تحریکی لٹریچر فراہم کیا جائے اور علمی و فکری مجالس کا انتظام کیا جائے۔ ہر یونین کونسل میں صاحب الرائے حضرات سے الگ الگ مل کر ان کی تجاویز کو یکجا کیا جائے اور ان تجاویز پر غور کیا جائے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے نیک بندوں کی صفات میں عہد، عقد اور وعدے کو پورا کرنے پر بہت متوجہ فرماتے ہیں۔ عوامی مہم میں عوام سے جو وعدے کیے گئے ہیں، انھیں بہ تدریج پورا کرنے کی کوشش کی جائے اور ان کے پورے ہونے کے مدارج سے عوام کو مطلع رکھا جائے۔

اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ صوبہ سندھ میں جاگیردارانہ سوچ کی حامل برس ہا برس سے حکمران پارٹی، جوڑ توڑ یا ہارس ٹریڈنگ کے ذریعے شب خون مارنے کی کوشش کرے، لیکن ایسے تمام منفی ہتھکنڈوں کا جواب صبر، حکمت اور اعتدال سے دینا ہوگا۔ معمولی سی بھی بے اعتدالی مخالف سیاسی قوت کے شر پسندانہ اقدامات کے لیے دروازے کھول دیا کرتی ہے۔

اس بات کو کون بھول سکتا ہے کہ ۱۹۸۶ء سے لے کر آج تک کراچی میں تحریکِ اسلامی کے جوانوں اور بزرگوں نے اپنے مستقبل، اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی دے کر حق وصداقت کا پرچم بلند رکھا۔ بُرے سے بُرے حالات میں بھی اور جبر وتشدد کے بدترین دور میں بھی ثابت قدمی، خیرخواہی اور اسلامی اخلاقیات کا دامن نہیں چھوڑا۔ ایک ایک دن میں تین تین کارکنوں کے جنازے اُٹھائے لیکن اشتعال کے بجائے، اللہ کریم ہی سے صبر، مدد اور سہارا مانگا۔ یہ تمام شہدا اور ان کے پسماندگان اس کامیابی کے وارث ہیں اور تحریک اسلامی کے کارکن ان قربانیوں کے امین ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ اسی کی توفیق سے ایک کمزور بندہ کامیابی تک پہنچتا ہے اور اسی کے کرم اور رزاقی سے ہمیں رزق ملتا ہے، جس سے ہمارا وجود وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تحریک کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔

روئے زمین پر اگر صرف ایک ہی آدمی مومن ہو.....!

......تب بھی اس کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اکیلا پا کر اور ذرائع مفقود دیکھ کر نظامِ باطل کے تسلّط پر راضی ہو جائے یا اھون البلیتین (دو بُرائیوں میں سے کم تر کا انتخاب) کے شرعی حیلے تلاش کر کے غلبۂ کفر وفسق کے ماتحت کچھ آدھی پونی مذہبی زندگی کا سودا چکانا شروع کر دے۔

اس کے لیے سیدھا اور صاف راستہ یہی ایک ہے کہ بندگانِ خدا کو اس طریق زندگی کی طرف بلائے جو خدا کو پسند ہے۔ پھر اگر کوئی اُس کی بات سن کر نہ دے تو اُس کا ساری عمر صراطِ مستقیم پر کھڑے ہو کر لوگوں کو پکارتے رہنا اور پکارتے پکارتے مرجانا اِس سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ اپنی زبان سے وہ صدائیں بلند کرنے لگے جو ضلالت میں بھٹکی ہوئی دُنیا کو مرغوب ہوں، اور اُن راہوں پر چل پڑے جن پر کفّار کی امامت میں دُنیا چل رہی ہو۔

اور اگر کچھ اللہ کے بندے اس کی بات سننے پر آمادہ ہو جائیں تو اس کے لیے لازم ہے کہ ان کے ساتھ مل کر ایک جتھا بنائے اور یہ جتھا اپنی تمام اجتماعی قوت اُس مقصدِ عظیم [اقامت دین اور اسلامی نظامِ زندگی کا قیام] کے لیے جدوجہد کرنے میں صرف کر دے۔

حضرات! مجھے خدا نے دین کا جو تھوڑا بہت علم دیا ہے اور قرآن وحدیث کے مطالعہ سے جو کچھ بصیرت مجھے حاصل ہوئی ہے، اس سے میں دین کا تقاضا یہی کچھ سمجھا ہوں۔ یہی میرے نزدیک کتابِ الٰہی کا مطالبہ ہے۔ یہی انبیاء کی سنت ہے۔

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

(تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں)

(عطیۂ اشتہار: صوفی بابا)

اولاد کو نماز پڑھنے کا سختی سے حکم دینا ـــــ مطلوب حکمت

عام طور پر لوگ دس سال کے بچوں کو مار کر نماز پڑھانے کی حدیث کا جو مطلب لیتے ہیں وہ اس حکمتِ مطلوب کے خلاف ہے جسے اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے ملحوظِ خاطر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کون سا حکم کس موقع پر عمل میں آنا چاہیے، اگر آدمی اس کو نہ سمجھے تو عموماً غلطی کا شکار ہوجاتا ہے۔

عہدِ رسالتؐ میں لوگوں کا نقطۂ نظر تھا کہ کوئی شخص نماز پڑھے بغیر مسلمانوں میں سے نہیں ہوسکتا۔ ترکِ صلوٰۃ کا عمل اسلامی نظامِ حیات سے علیحدہ ہوجانے کی علامت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ منافقین تک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نماز ادا کرنی پڑتی تھی۔ ایک مسلمان بچہ سات سال کی عمر سے پہلے ہی نمازی ہوچکا ہوتا تھا۔ نماز نہ پڑھنے پر اگر دس سال کی عمر میں اسے سزا دی جاتی تو وہ اسے ایک امرِ معقول تصور کرتا تھا، وہ جانتا تھا کہ نماز نہ پڑھنا ایک جرم ہے۔

آج ایک مسلمان بچہ جب آنکھ کھولتا ہے تو مسلمانوں میں سے بمشکل پانچ فی صد افراد کو نمازی پاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ مسلمانوں کی سوسائٹی میں ایک شخص نماز پڑھے بغیر بڑی سے بڑی اعلیٰ پوزیشن بھی حاصل کرسکتا ہے۔ مسلمان ہی نہیں کہلاتا مسلمانوں کا رہنما اور حکمران بھی بن سکتا ہے۔ اس کے گھر کے حالات یہ ہوتے ہیں کہ اگر اس کی ماں نماز پڑھتی ہے تو باپ نہیں پڑھتا۔ یہ منظر دیکھ دیکھ کر اس کی ذہنیت ہی کچھ اور ہوجاتی ہے۔ دس برس کی عمر تک پہنچتا ہے تو اسکول میں وہ دیکھتا ہے کہ اس کے استاد نماز نہیں پڑھتے۔ اگر آپ اسے نماز نہ پڑھنے پر سزا دینی شروع کر دیں تو وہ اسے زیادتی تصور کرے گا اور اس کے ذہن میں بغاوت پیدا ہوجائے گی۔ مار کے ڈر سے اس کا جسم نماز پڑھ بھی لے مگر دل نمازی نہیں بنے گا۔ اور بڑا ہوجانے پر اسے جب بھی باپ سے جدا ہونے کا موقع ملے گا وہ پہلا کام یہی کرے گا کہ نماز چھوڑ دے گا۔

آپ کا فرض یہ ہے کہ بچے کے دل میں نماز اُتارنے کی کوشش کریں۔ مارنے سے پہلے اسے دل سے نمازی بنائیں اور اس کا سینہ نُورِ ایمان سے منور کریں۔ احساسِ فرض پیدا کرنے کے بعد آپ اسے جو نماز پڑھائیں گے وہ اسے عمر بھر جاری رکھے گا۔ اور اگر آپ چاہیں کہ یہ سب کچھ کیے بغیر انھی بگڑے ہوئے حالات میں اسے نماز نہ پڑھنے پر سزا دیں تو یہ نسخے کا غلط استعمال ہوگا۔ یہ کام اناڑی کیا کرتے ہیں کہ نسخہ پڑھ لیا اور اس کے بعد نہ موسم کو دیکھا نہ مریض کے خصوصی حالات کو، بلا سوچے سمجھے اس کا استعمال شروع کر دیا۔

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی

(افاداتِ مودودی، درسِ حدیث مشکوٰۃ) (خیر خواہ)